٭٭٭ تقریر ٭٭٭

تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ (حضرت محمدؐ)

مجھے اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لئے مبعوث کی گیا ہے

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے۔

اِنّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم:5)

یعنی (ہم یہ بھی قسم کھاتے ہیں کہ) تُو (اپنی تعلیم اور عمل میں) نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے

ربِّ جلیل کی ترا دل جلوہ گاہ ہے
سینہ ترا جمالِ الٰہی کا مستقر
قبلہ بھی تو ہے، قبلہ نما بھی ترا وجود
شانِ خدا ہے تیری اداؤں میں جلوہ گر
نور و بشر کا فرق مٹاتی ہے تیری ذات
"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لئے مبعوث کی گیا ہے۔تقریر کے آغاز پر یہ بات نوٹ کرنے والی ہے کہ جو شخص اخلاقِ فاضلہ کی تکمیل کا دعویدار ہو وہ خود کس حد تک اخلاقِ حسنہ سے مزیّن ہو گا اور اُس کا جی چاہے گا کہ میرے اِرد گرد بسنے والے لوگ، میرے افراد اہلِ خانہ اور میرے پر ایمان لانے والے لوگ بھی اچھے اور عمدہ اخلاق سے آراستہ ہوں۔

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق نہایت حسین، نہایت دلربا، ایسے کہ نہ اس سے پہلے کسی آنکھ نے دیکھے اور نہ آئندہ کوئی آنکھ دیکھ سکے گی۔ان اخلاق کا دائرہ ہر خاص و عام پر یکساں وسیع تھا۔ان اخلاق کی گواہی اپنوں نے بھی دی اور بیگانوں نے بھی۔دوست نے بھی اور دشمن نے بھی۔انہی اخلاق نے صحابہ کے دل میں بھی آپؐ کی محبت بھر دی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"تُو اے نبی! ایک خُلق عظیم پر مخلوق و مفطور ہے یعنی اپنی ذات میں تمام مکارمِ اخلاق کا ایسا متمّم و مکمل ہے کہ اس پر زیادت متصوّر نہیں کیونکہ لفظ عَظِیْم محاورۂ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو......بعضوں نے کہا ہے کہ عَظِیْم وہ چیز ہے جس کی عظمت اس حد تک پہنچ جائے کہ حیطۂ ادراک سے باہر ہو۔"

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد1 صفحہ194 بقیہ حاشیہ نمبر11)

سامعین! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آپؐ کی سیرت اور اخلاق کے متعلق فرماتا ہے۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ (الانبیاء:108)

کہ ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر۔

پھر فرمایا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

(التوبة:128)

یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا سب نقشہ ان دونوں حوالوں سے ہی سامنے آجاتا ہے۔

سامعین! کسی بھی شخصیت کے اخلاق، روزمرہ معاملات، اس کے سلوک کی سب سے بہتر گواہی اس کے اہل خانہ دے سکتے ہیں۔ اس لئے لوگوں میں سے آپؐ کے اخلاق کی گواہی کے لئے مَیں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو چنا ہے جنہوں نے ان الفاظ مین گواہی دی کہ

كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الكَلَّ، وَتَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ

(بخاری، کیف کان بداء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

خدا کی قسم! اللہ کبھی آپ کو رسوا نہیں ہونے دے گا۔ کیونکہ آپ صلح رحمی کرتے ہیں، لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں، دنیا سے معدوم اخلاق کو پھر سے زندہ کر رہے ہیں۔ مہمان کی تکریم کرتے ہیں اور مصائب میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپؐ کے اخلاق کے متعلق سوال ہوا تو آپؓ نے فرمایا:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ

(دلائل النبوۃ للبیہقی، 1/309)

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق قرآن تھا۔

پھر حضرت عائشہؓ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ آپؐ نہ بد خُلق تھے نہ بدگو، نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے نہ بدی کا بدلہ بدی سے دیتے بلکہ آپؐ معاف فرمادیتے اور درگزر فرماتے۔

(شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 145 حدیث 332)

حضرت سعدؓ بن ہشام بن عامر بیان کرتے ہیں کہ مَیں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؓ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ کے بارہ میں ہمیں کچھ بتائیں۔ حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ حضورؐ کے اخلاق واطوار قرآن کے عین مطابق تھے۔ پھر حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ کیا تم نے قرآن کریم میں یہ نہیں پڑھا وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کہ اے رسول! تو یقیناً اخلاق کے اعلیٰ ترین مقام پر ہے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 49 حدیث 25)

پھر آپؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تحفہ قبول فرمالیتے تھے اور (بڑھ کر) اس کا بدلہ عطا فرماتے۔

(شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 149 حدیث 342)

اپنے صحابہ کی ضرورت اور جذبات کا بے حد احساس تھا۔ ان کے حالات سے باخبر رہتے مگر کسی کے خلاف یکطرفہ بات سننا گوارہ نہ کرتے۔ فرماتے تھے کہ **اپنے اصحاب کے لئے میرا سینہ صاف رہنے دو۔**

ذرا آج کے اپنے اِردگرد ماحول پر نگاہ ڈالیں تو ہم بے شمار اختلاف پاتے ہیں ذرا ذرا بات پر لڑائی جھگڑا، طعنہ زنی اور ایک دوسرے کے خلاف اُکسانے کا بازار گرم نظر آتا ہے مگر آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات کو دیکھیں کہ وہ اپنے صحابہ سے فرماتے ہیں کہ **اپنے اصحاب کے لئے میرا سینہ صاف رہنے دو۔**

معزز بھائیو! صحابہ کو فاقہ کی تکلیف ہوتی تو آپؐ اپنے گھر لے جاکر تواضع فرماتے یا پھر صحابہ کو تحریک کر دیتے۔ اگر کوئی صحابی مسلسل تین دن تک نمازوں میں نظر نہ آتا تو یاد فرماتے اور اگر موجود ہوتا تو اس سے ملاقات کرتے اگر کہیں سفر وغیرہ پر گیا ہوتا تو اس کے حق میں دعا کرتے۔ اگر بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کرتے۔ اپنے یہودی خادم کا حال پوچھنے اس کے گھر گئے۔ بوقت عیادت مریض پر ہاتھ پھیرتے اور شفا کی دعا کرتے۔

(اسوۂ انسان کامل از حافظ مظفر احمد صفحہ 17)

بلکہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپؐ فجر کی نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے اور ایک پوری نگاہ حاضرین پر ڈالتے اور جو غیر حاضر ہوتے اُن کے گھروں میں جاکر حال احوال پوچھتے، عیادت کرتے اور اگر کسی چیز کی ضرورت ہوتی مہیا فرماتے تھے۔ گویا کیا بلند شان تھی میرے آقا حضرت محمدؐ کی۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد

صحابہ کے ساتھ قومی کاموں میں برابر کے شریک ہوتے۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں ان کے ساتھ مِل کر اینٹیں اٹھائیں تو غزوہ احزاب کے موقع پر خندق کی کھدائی میں حصہ لیا اور مٹی باہر نکالی۔

(بخاری)

آپؐ خادموں کے ساتھ بہت حسن سلوک فرماتے تھے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے کبھی آپؐ نے مجھے اُف تک نہ کیا کبھی کسی بات پر ٹوکا نہیں۔

(بخاری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی قطع کلامی پسند نہ فرماتے تھے سوائے اس کے کہ وہ اپنی حد سے تجاوز کرے۔ ایسی صورت میں اُسے روک دیتے یا خود اس مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوتے۔

(اسوۂ انسان کامل از حافظ مظفر احمد صفحہ 18-19)

وَاَحۡسَنُ مِنۡكَ لَمۡ تَرَ قَطُّ عَيۡنِیۡ

وَ اَجۡمَلُ مِنۡكَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَآءُ

خُلِقۡتَ مُبَرَّءً مِنۡ كُلِّ عَيۡبٍ

كَاَنَّكَ قَدۡ خُلِقۡتَ كَمَا تَشَآءُ

(قصیدہ حسان بن ثابتؓ)

کہ تجھ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی تجھ سے زیادہ خوبصورت بچہ کسی عورت نے جنا ہے۔ آپؐ ہر عیب و نقص سے پاک بنائے گئے گویا کہ آپؐ اپنی مرضی سے اور جس طرح آپ نے چاہا اس عالم میں تشریف لائے۔

سامعین! آپؐ ہمیشہ کمزوروں اور حاجت مندوں کے کام آتے اور فرماتے تھے کہ جب بندہ اپنے کسی بھائی کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور جو کسی مسلمان بھائی کی کوئی تکلیف دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے روز کی تکلیف دور کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی سِتر پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی سِتر پوشی فرمائے گا۔

(بخاری)

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ ایک بدّو آیا اور آپؐ کا دامن پکڑ کر کہنے لگا میرا چھوٹا سا کام ہے ایسا نہ ہو کہ مَیں بھول جاؤں آپؐ میرے ساتھ مسجد سے باہر تشریف لا کر پہلے میرا کام کر دیں۔ آپؐ مسجد سے باہر تشریف لے گئے اور اس کا کام انجام دے کر تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔

(ابو داؤد کتاب الادب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں میں کمال عدل اور مساوات کا سلوک فرماتے تھے۔ خود حضرت عائشہؓ کی شہادت ہے کہ رسول کریمؐ دنوں کی تقسیم میں کسی بیوی کو دوسری پر فضیلت نہ دیتے تھے۔ قریباً ہر روز آپؐ ہمیں ملنے تشریف لاتے اور ہم سے احوال پوچھتے۔

(ابوداؤد)

اپنے اصحاب کے درمیان کمال عدل کے ساتھ آپؐ فیصلے فرماتے تھے مگر ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی فرماتے تھے کہ مَیں بھی انسان ہوں اور ممکن ہے کوئی چرب زبان مجھ سے کوئی غلط فیصلہ کروالے مگر وہ یاد رکھے کہ جو چیز وہ ناحق لے گا وہ آگ کا ٹکڑا لے جائے گا۔ چاہے تو لے لے چاہے تو اِسے چھوڑ دے۔

(بخاری کتاب المظالم باب اثم من خاصم فی باطل)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی بھی پہلا پھل آتا تو پھلوں میں برکت کی دعا کرتے اور پھر پہلے وہ پھل مجلس میں موجود سب سے چھوٹے بچے کو عطا فرماتے۔

سامعین! حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر بچوں کے ساتھ شفقت کرنے والا اور کوئی نہیں دیکھا۔

(اسوۂ انسان کامل از حافظ مظفر احمد صفحہ 465)

بچوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور محبت کا یہ عالَم تھا کہ بسا اوقات ان کی تکلیف دیکھ کر نماز مختصر کر دیتے اور فرماتے تھے کہ مَیں نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں اور نماز لمبی کرنا چاہتا ہوں مگر اچانک کسی بچے کی رونے کی آواز سنتا ہوں اور نماز مختصر کر دیتا ہوں کہ اس بچے کا رونا اس کی ماں پر بہت گراں ہو گا۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساتھیوں کے جذبات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ فرماتے تھے جب تین ساتھی اکٹھے ہوں تو اِن میں دو تیسرے کو چھوڑ کر الگ سرگوشی میں بات نہ کریں کیونکہ اس سے تیسرے ساتھی کی دلآزاری ہو گی۔

(اسوۂ انسان کامل از حافظ مظفر احمد صفحہ 511)

فتح مکہ کے سفر میں مرّ الظہران میں پڑاؤ کے دوران حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے چھریرے بدن اور پتلی پتلی ٹانگوں کی وجہ سے پھرتی سے درختوں پر چڑھ جاتے اور کالی کالی پیلو اتار کر لاتے۔ بعض صحابہؓ ان کی دبلی پتلی ٹانگوں کا مذاق اڑانے لگے۔ آپؐ نے دیکھا کہ مذاق استہزاء کا رنگ اختیار نہ کر جائے تب اس صحابی کے لیے آپؐ کو غیرت آئی۔ فرمایا اس کی سوکھی ہوئی ٹانگوں کو حقارت سے مت دیکھو۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت وزنی ہیں۔

(ابن سعد الطبقات الکبریٰ لابن سعد جز 3 صفحہ 155)

سامعین! حضرت مالک بن حُویرثؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت رحیم و کریم اور نرم خو تھے۔ ہم نے آپؐ کی صحبت میں بیس دن قیام کیا۔ اس دوران آپؐ نے محسوس کیا کہ ہم اپنے گھر والوں کے لئے اداس ہو گئے ہیں۔ آپؐ ہم سے ہمارے اہل خاندان کے بارے میں تفصیل پوچھنے لگے۔ ہم نے ان کے بارے میں بتایا۔ مالکؓ کہتے ہیں حضورؐ بہت نرم دل اور پیار کرنے والے تھے۔ آپؐ نے ہمیں اپنے گھروں میں واپس بھجواتے ہوئے فرمایا ان کو جا کر بھی یہ باتیں سکھاؤ اور جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اس طرح نماز پڑھنا۔ نماز سے پہلے تم میں سے کوئی اذان کہہ دے اور جو بڑا ہو وہ امامت کروائے۔

(بخاری کتاب الادب)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی پیارا طریق اپنے اصحاب کو اعلیٰ اخلاق کا بتایا کہ

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''

سامعین! آپ کے تجارتی ساتھی عبداللہ بن ابی الحمساء بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے بعثت سے پہلے ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معاملہ کیا میرے ذمے کچھ دینا باقی تھا۔ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں ابھی لے کر آتا ہوں اتفاق سے گھر جانے کے بعد اپنا وعدہ بھول گیا، تین روز بعد یاد آیا کہ مَیں آپ سے واپسی کا وعدہ کر کے آیا تھا، یاد آتے ہی فوراً آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر پہنچا معلوم ہوا کہ دو روز گزر گئے، آج تیسرا دن ہے وہ مکان پر نہیں آئے، گھر والے خود پریشان ہیں، مَیں یہاں سے روانہ ہوا اور جہاں جہاں خیال تھا، سب جگہ آپؐ کو تلاش کیا کہیں نہیں ملے تو احتیاطاً اُس جگہ پر پہنچا جہاں وعدہ کیا تھا اور میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب دیکھا کہ

آپؐ اُسی مقام پر موجود ہیں اور میرا انتظار کر رہے ہیں اور زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی کہ مسلسل تین دن انتظار کی زحمت اٹھانے کے بعد بھی جب مَیں نے معذرت کی تو آپ نہ ناراض ہوئے، نہ لڑائی جھگڑا کیا اور نہ ڈانٹ ڈپٹ کی۔ صرف اتنا کہہ کر خاموش ہوگئے اور وہ بھی دھیمی آواز میں

"یَا فَتَی! لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَیَّ أَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ أَنْتَظِرُكَ"

(سنن ابو داؤد رقم الحدیث:4996)

کہ ارے بھائی! تو نے مجھے زحمت دی۔ مَیں تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔

حضرت عبد اللہ بن ابی اَوفیٰؓ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تکبّر نام کو بھی نہ تھا۔ نہ آپؐ ناک چڑھاتے اور نہ اس بات سے بُرا مناتے اور بچتے کہ بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ چلیں اور ان کے کام آئیں اور ان کی مدد کریں۔ یعنی بے سہارا عورتوں اور مسکینوں اور غریبوں کی مدد کے لیے ہر وقت کمربستہ رہتے اور اس میں خوشی محسوس کرتے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 68 حدیث 50)

صحابہ رضوان اللہ علیہم، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آپؐ کے اخلاق کی وجہ سے ہی فدا تھے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مَیں نے چاندنی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، اُس وقت آپؐ سرخ پوشاک زیبِ تن کیے ہوئے تھے۔ مَیں بیک وقت آپؐ کو اور چاند کو دیکھتا رہا۔ مجھے آپؐ چاند سے کئی گنا زیادہ حسین لگ رہے تھے۔

(البیہقی فی شعب الإیمان)

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند، تو تنہا داری

(مولانا جامی)

سامعین! اب ذرا ان سے حال سن لیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا نہیں تھا مگر حسنِ اخلاق سے گھائل ہو گئے تھے۔ مشہور زمانہ مفکر ٹالسٹائی (Leo Tolstoi) کہتا ہے:

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طرزِ عمل اخلاقِ انسانیت کا حیرت انگیز کارنامہ ہے، ہم یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تبلیغ وہدایت سچائی پر مبنی تھی۔"

پھر وہ مزید لکھتا ہے

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) متواضع، خلیق اور روشن فکر اور صاحبِ بصیرت تھے۔ لوگوں سے عمدہ معاملہ رکھتے تھے۔ آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مدت العمر پاکیزہ الخصائل رہے"

مشہور جرمن شاعر گوئٹے (Johann Wolfgang von Goethe) کہتا ہے:

"اگر اسلام یہی ہے تو ہم سب مسلمان ہیں۔ بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا لایا ہوا دین اخلاص انسانیت کے ساتھ ہمدردی اور معاشرے کے لئے اعلیٰ ترین اخلاقی ہدایت ہے۔ اسلام کبھی ناکام نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی تعلیم انسان کو ان بلندیوں تک پہنچا سکتی ہے جو انسانی تصور سے بالا تر ہے۔"

مشہور شاعر جگن ناتھ آزاد اپنے جذبات کا اظہار کچھ ایسے کرتا ہے کہ:

مجھے اِک محسنِ انسانیت کا ذکر کرنا ہے
مجھے رنگِ عقیدت فکر کے سانچے میں بھرنا ہے
بیاں کرنا ہے اَوجِ ابنِ آدم بن کے کون آیا
بیاں کرنا ہے فخر ہر دو عالم بن کے کون آیا

جسے حق نے کیا تسلیم ختمِ المرسلیں آیا
جسے دنیا نے مانا رحمتُ للعالمین آیا
خلیق آیا کریم آیا رؤف آیا رحیم آیا
کہا قرآن نے جس کو صاحب خُلق عظیم آیا

پروفیسر رام کرشنا راؤ میسور یونیورسٹی لکھتے ہیں:

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قلب مبارک محبت اور اخوت سے لبریز تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور پھر اس کے رسول تھے۔“

مزید لکھتے ہیں:

”آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کُل تک تو پہنچنا مشکل ہے البتہ یہ محمد جرنیل ہیں، یہ محمد بادشاہ ہیں، سپہ سالار ہیں، تاجر ہیں، داعی ہیں، فلاسفر ہیں، مدبر ہیں، خطیب ہیں، مصلح ہیں، یتیموں کی پناہ گاہ ہیں، عورتوں کے نجات دہندہ ہیں، جج ہیں، ولی ہیں۔ یہ تمام اعلیٰ اور عظیم الشان کردار ایک ہی شخصیت کے ہیں۔ ہر شعبہ زندگی کے لیے آپ کی حیثیت مثالی ہے۔“

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”یہ مومن کا کام ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کو جب پڑھے، آپ کے اُسوۂ حسنہ کو جب دیکھے تو جہاں اس پر عمل کرنے اور اسے اپنانے کی کوشش کرے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے کہ اس محسنِ اعظم نے ہم پر کتنا عظیم احسان کیا ہے کہ زندگی کے ہر پہلو کو خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق عمل کرکے دکھا کر اور ہمیں اس کے مطابق عمل کرنے کا کہہ کر خدا تعالیٰ سے ملنے کے راستوں کی طرف ہماری رہنمائی کر دی۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے معیار حاصل کرنے کے راستے دکھا دیئے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرنے کی ذمہ داری کا احساس مومنین میں پیدا کیا جس سے ایک مومن خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سب باتیں تقاضا کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہوئے ہم دنیا کو بھی اس تعلیم اور آپ کے اُسوہ سے آگاہ کریں۔ آپ کے حسن و احسان سے دنیا کو آگاہ کریں۔ جب بھی غیروں کے سامنے آپ کی سیرت کے پہلو آئے تو وہ لوگ جو ذرا بھی دل میں انصاف کی رمق رکھتے تھے، وہ باوجود اختلافات کے آپ کی سیرت کے حسین پہلوؤں کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔“

(خطبہ جمعہ 5/ اکتوبر 2012ء)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں:

”آپؐ کی ابتدائی حالت میں کوئی آپؐ پر میلا ڈالتا، کوئی دھکا دیتا، کوئی گلے میں پٹکا ڈالتا۔ غرض کوئی تکلیف نہ ہوتی جو پہنچائی نہ جاتی اور کوئی سخت سلوک نہ تھا جو آپؐ کے ساتھ کیا نہ گیا۔ کیا اُس وقت کی حالت کے دیکھنے سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ آج جس کو ذلیل سمجھا جاتا ہے وہی دنیا میں سب سے زیادہ عزت دار ہوگا۔ آج جس کے گلے میں پٹکا ڈالا جاتا ہے وہی ہوگا جس کے آگے دنیا کے بڑے بڑے لوگوں کی گردنیں جھک جائیں گی... ہر گز نہیں۔ اس کے گمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ وہ شخص جسے ہر شخص پاگل خیال کرتا اس قدر بڑھے گا کہ دنیا کے عقلمند، دنیا کے طاقتور، دنیا کے عزت دار اس کی غلامی کو فخر سمجھیں گے۔ مگر وہ بڑھا، اس کی تعلیم دنیا کے گھر گھر میں پھیل گئی، بڑے بڑے بادشاہ اس کی غلامی کو فخر سمجھنے لگ گئے۔ اور یہ سب اس لیے ہوا کہ اس نے نہایت تاریکی کے دنوں میں خدا کا نام لیا اور خدا نے اسے روشن کرنے کا وعدہ کیا۔“

(الفضل 9 نومبر 1926ء صفحہ 7)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسانِ کامل کہلایا... وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی

پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا! اِس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔“

(اتمام الحجہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”ایک وقت ہے کہ آپؐ فصاحت بیانی سے ایک گروہ کو تصویر کی صورت حیران کر رہے ہیں۔ ایک وقت آتا ہے کہ تیر و تلوار کے میدان میں بڑھ کر شجاعت دکھاتے ہیں۔ سخاوت پر آتے ہیں تو سونے کے پہاڑ بخشتے ہیں۔ حلم میں اپنی شان دکھاتے ہیں تو واجب القتل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر اور کامل نمونہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے دکھا دیا ہے۔ اس کی مثال ایک بڑے عظیم الشان درخت کی ہے۔ جس کے سایہ میں بیٹھ کر انسان اس کے ہر جزو سے اپنی ضرورتوں کو پورا کر لے۔ اس کا پھل، اس کا پھول اور اس کی چھال، اس کے پتے۔ غرضیکہ ہر چیز مفید ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِس عظیم الشان درخت کی مثال ہیں۔ جس کا سایہ ایسا ہے کہ کڑورہا مخلوق اس میں مرغی کے پَروں کی طرح آرام اور پناہ لیتی ہے۔ یہ خُلقِ عظیم تھا۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 84)

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

”آپؐ کی زندگی کا ہر عمل، ہر فعل، آپؐ کی زندگی کا پل پل اور لحہ لحہ اس بات کا گواہ ہے کہ آپؐ مجسم رحم تھے اور آپ کے سینے میں وہ دل دھڑک رہا تھا کہ جس سے بڑھ کر کوئی دل رحم کے وہ اعلیٰ معیار اور تقاضے پورے نہیں کر سکتا جو آپؐ نے کئے، امن میں بھی اور جنگ میں بھی، گھر میں بھی اور باہر بھی، روزمرہ کے معمولات میں بھی اور دوسرے مذاہب والوں سے کئے گئے معاہدات میں بھی۔ آپؐ نے آزادیِ ضمیر، مذہب اور رواداری کے معیار قائم کرنے کی مثالیں قائم کر دیں اور پھر جب عظیم فاتح کی حیثیت سے مکّہ میں داخل ہوئے تو جہاں مفتوح قوم سے معافی اور رحم کا سلوک کیا، وہاں مذہب کی آزادی کا بھی پورا حق ادا دیا۔....ہزاروں درُود اور سلام ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے اپنے یہ اعلیٰ نمونے قائم فرمائے اور ہمیں بھی اس کی تعلیم عطا فرمائی۔“

(خطبہ جمعہ 10، مارچ 2006ء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ